

کر گیا، کیونکہ جو نگاہ اس کے رخِ الٰہ پر پڑی، وہ مست اور از خود رفتہ ہو کر
ہر طرف بکھر گئی۔ ہر نگاہ کی حیثیت ایک تار کی تھی۔ ہبت سے تاروں نے
اس کے چہرے پر بکھر بکھر کر ایک پردہ تیار کر دیا۔ یعنی نظارہ بذاتِ خود حسن
سے لطف اندوز ہونے کے بجائے محرومی کا باعث بن گیا۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں کہ مصنف نے ”ہر“ کا لفظ یہاں پورا نقاب
بنانے کے لیے صرف کیا ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے، تیرا رخ دیکھ کر ایسی
از خود رفتگی ہوئی کہ سب دیدار سے محروم رہے۔

۸۔ لغات۔ مزدی : آئندہ کل۔

دی : گزشتہ کل۔

شرح : خواجہ حالی فرماتے ہیں :

”تمہارے جاتے ہی بہ سببِ خود رفتگی و خود فراموشی کے یہ حالت ہو
گئی کہ آج اور کل کی مطلق تمیز نہیں رہی اور ایسا ہی قیامت کی
نسبت کہا جاتا ہے کہ وہاں ماضی و مستقبل دونوں مبدل بہ زمانہ حال
ہو جائیں گے۔ پس تم کیا گئے، گویا ہم پر قیامت گزر گئی۔ قیامت
گزر جانے کے دونوں معنی ہیں، نہایت سختی کا زمانہ گزرنا اور
خود قیامت کا آجانا۔“

خطابِ محبوب سے ہے۔ فرماتے ہیں : کل تم ہمارے پاس سے رخصت ہوئے،
حشر ٹوٹ پڑا۔ آئندہ کل اور گزشتہ کل میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا۔ اس سے
بڑھ کر قیامت کا نشان کیا ہوگا؟ یوں گزشتہ کل فرماے قیامت بن گئی۔

۹۔ شرح : اے اسد اللہ خاں ! تمہیں زمانے نے تباہ کر ڈالا۔ وہ

جوانی جس پر تم نازاں تھے، کہاں گئی ! وہ ہنگامہ خیز و لو لے کیا ہوئے ؟ مطلب
یہ کہ جوانی کے ساتھ و لو لے بھی گئے اور پیری آگئی۔ یہ انحطاطِ زمانے کے
باعثِ رونما ہوا۔